خط ہے، ورنہ اس کے جواب میں مکتوب الیہ خود لاہور پہونچنے کی کوشش کرتا۔ یہ عجب شرط دوستی و وفاداری ہے اے دوست کہ ادھر یہ تمنا اور ادھر یہ بے رخی کہ

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت میں ملیں گے
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

مولانا ابو الکلام آزاد اور مولانا حفظ الرحمن کے نام کے عاشق تھے، مجھ سے اکثر شکایت کرتے تھے کہ برہان نے ان دونوں کا حق ادا نہیں کیا۔ اب ایسے پیکر اخلاص و وفا دوست کہاں ملیں گے! اللّٰھم اغفر لہٗ وارحمہٗ۔

جیسا کہ توقع تھی ندوۃ العلماء کا ۸۵ سالہ جشن، از ۳۱ اکتوبر تا ۳ نومبر نہایت کامیاب اور شاندار رہا۔ ہندوستان کے پانچ ہزار ڈیلی گیٹوں کے علاوہ ستّو کے لگ بھگ بیرونی ممالک کے جن میں اکثریت عظمیٰ عرب ممالک کی تھی، ان کے علماء اور نامور حضرات نے شرکت کی، شیخ ازہر ڈاکٹر عبد الحلیم محمود نے صدارت کی۔ عرب آج کل ساری دنیا کے لئے مرکز توجہ بنے ہوئے ہیں، مسلمانوں کے لئے کیوں نہ تھے، اگرچہ اکثر و بیشتر تقریریں عربی میں ہوئیں اور ان کا بروقت ترجمہ بھی ہوتا رہا۔ مگر ایک سیشن میں ان کا ترجمہ نہیں ہوا، مگر اس کے باوجود نہایت شاندار اور وسیع پنڈال میں بیٹھے ہوئے ہزاروں انسانوں میں سے ایک شخص بھی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوا، یہ عربی کے ساتھ مسلمانوں کی غیر معمولی محبت کی دلیل اور قرآن مجید کی تلاوت کو اسے سمجھے بغیر سننے کی عادت کا نتیجہ ہے، پھر عرب حضرات نے اپنی خداداد خطابت وطلاقت لسانی کے جو جوہر دکھائے ہیں اُس کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ ساری فضا جھوم رہی ہے۔ غرض کہ یہ اجتماع ہندوستان کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا اجتماع تھا جس کے اثرات بہت دور رس، دیرپا، اور عظیم ہوں گے، مولانا ابو الحسن علی اس جرأتِ اقدام پر اور ان کے رفقاء اس کے اہتمام و حسن انتظام کے لائق صد مبارکباد ہیں۔ اتنی بڑی کانفرنس کے اہتمام و انتظام میں کچھ کوتاہیاں نہ ہوں، یہ ناممکن ہے، اس لئے